سید ضمیر جعفری۔۔۔ایک ہمہ جہت شخصیت

ڈاکٹر عالم خان

Dr Alem Khan

Associate Professor, Department of Urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

نورین رضوی

Noreen Rizvi

Ph.D Scholor, Department of urdu,

Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

The God Almighty blessed Pakistan with precious diamonds.These diamonds are forces of pakistan. It is only because of these forces that we spend peaceful life.These soldiers spend their whole lives to protect borders of our country. We are always proud of them. Our soldiers are not only successful in performing their duties, they also express their feelings and emotions through their writings. There are many literary names in our army that painted the land of literature with the pen. In literature they have created such master pieces, for which their names will remain till the end of this universe. These master pieces are good addition in literature. Among one of these military men, one famous name is Syed ZameerJafri.

سرزمینِ پاکستان کو خالقِ کائنات نے بے شمار قیمتی ہیرے عطا کیے ہیں۔ یہ قیمتی ہیرے افواجِ پاکستان کے وہ بہادر نوجوان ہیں جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر وطن کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہمارے یہ قیمتی ہیرے فوجی جوان میدانِ جنگ میں اپنی جرأت و شجاعت کے مظاہرے کے ساتھ ساتھ قلم کے ذریعے اپنے جذبات و احساسات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کے فن سے بھی بخوبی آشنا ہیں۔ ہماری فوج کے بہت سے ایسے ادبی نام ہیں جنھوں نے اپنے قلم سے ادب کے کینوس کو رنگین کیا۔ ان فوجی جوانوں میں سے ایک نام سید ضمیر جعفری کا ہے۔

سید ضمیر جعفری ایک ہمہ جہت شخصیت کی حیثیت سے اردو ادب میں جانے جاتے ہیں۔ اُنھوں نے ادب کی تمام

اصناف میں جو ہر دکھائے اور پچاس سے زائد تصانیف تحریر کیں۔جن میں ظریفانہ شاعری، سنجیدہ شاعری، کالم نگاری، خاکہ نگاری، منظوم ومنثور ترجمہ نگاری سبھی میں اپنے طرز اور منفرد اسلوب سے اپنی پہچان اور بلند مقام متعین کیا۔وہ اپنے ادبی سفر کے بارے میں لکھتے ہیں:

''جب میں ہائی سکول پہنچا تو طبیعت مزاحیہ شعر کی طرف بھی مائل ہوگئی۔وہ کہ کبھی اُستاد پر شعر کہہ لیا۔کبھی کسی ساتھی طالب علم پر شعر کہہ لیا۔اسی سے مجھے سکول میں مقبولیت ملتی تھی۔طبیعت اُدھر مائل ہوگئی لیکن ابتدا سنجیدہ شاعری اور غزل سے ہوئی۔''(۱)

سید ضمیر جعفری نے فکاہیہ اور ظریفانہ شاعری میں فنی اور فکری مہارتیں دکھائی ہیں۔ان کی فکاہیہ شاعری میں وہ تمام چیزیں، رویے اور رجحانات موضوع بنے ہیں جن کا تعلق سماج کے ہر طبقے سے ہے۔چناں چہ آپ نے جذبہ حب الوطنی، معاشرتی رسومات، قرابت داری کے رجحانات سبھی پر طنزیہ، فکاہیہ اور ظریفانہ انداز میں طبع آزمائی کی ہے۔ضمیر جعفری کی فکاہیہ شاعری کا ایک سرا خود اپنے آپ سے جڑا ہوا ہے اور دوسرا سماج کی جڑوں میں پیوست ہے۔اُنہوں نے مزاحیہ شاعری کے سلسلے میں اکبرالہ آبادی کی روایت کو آگے بڑھایا۔اُنہوں نے اصلاح وترقی کے لیے مزاحیہ شاعری کو ذریعہ بنایا۔ڈاکٹر عابد سیال لکھتے ہیں:

''ضمیر نے آغازِ سفر سنجیدہ شاعری سے کیا لیکن فکاہیہ ادب تخلیق کرنے کا ذوق بھی چھپ چھپ کے چٹکیاں لیتا رہا۔زمانے کی نیرنگی اور حالات وواقعات کی ستم ظریفی کو اپنے خاص زاویے اور انداز میں پیش کرنے کا ذوق ضمیر جعفری کو فکاہیہ ادب کا ایک ممتاز تخلیق کار مانا گیا اور ان کی مزاح نگاری ہی ان کی پہچان بن گئی۔ضمیر جعفری کی مزاح نگاری کا دائرہ صرف اردو زبان تک محدود نہیں پنجابی زبان میں بھی ان کے تخلیقی جوہر کھلے ہیں۔''(۲)

وہ زندگی کے ہر شعبہ میں متحرک اور فعال رہے۔شعری وادبی میدان میں ''ریشم جان'' اور عسکری میدان میں مرد آہن۔بقول اقبال:

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن (مردِ مومن)

ضمیر جعفری نے عسکری محاذ پر اپنی عسکری صلاحیتوں سے مادر وطن کی خدمت کی اور علمی وادبی محاذ پر اپنے قلم کی توانائیوں سے خون پسینہ ایک کر کے حب الوطنی کا فریضہ سرانجام دیا۔وہ لکھتے ہیں:

''میری زندگی کا اہم اور یادگار واقعہ یہ ہے کہ جب میں نے باوردی کپتان کی حیثیت سے ملایا میں پاکستانی پرچم کو سلیوٹ کیا۔یوں لگتا تھا جیسے ہماری قامتیں بلند ہوگئی ہیں۔ہمارے بیج واقعی ستاروں کی طرح چمکنے لگے ہیں۔''(۳)

اُنہیں سب سے پہلا اعزاز طالب علمی میں ۱۹۳۶ء میں ہمایوں گولڈ میڈل کے نام سے ان کی نظم ''گاؤں کی ایک شام'' کے اول انعام پانے کی وجہ سے دیا گیا۔یہ ایوارڈ ایک طلائی تمغہ کی صورت میں تھا اور سرعبدالقادر جیسی عظیم المرتبت شخصیت نے یہ ایوارڈ اپنے دستِ مبارک سے آپ کو دیا۔ان کی غزل اور نظم دونوں میں موضوعات کی وسعت و بلندی، گہرائی وگیرائی اور

فنی محاسن کی خوبصورتی بدرجہ اتم موجود ہے۔ان کی شاعری معاشی ومعاشرتی ،سیاسی ،تہذیبی وثقافتی ،قومی جذبات واحساسات کی اورقلبی واردات کی آئینہ دار ہے۔قومی وملی شاعری ان کی حب الوطنی کی دلیل ہے۔سیاسی وسماجی موضوعات پران کی نظمیں اور غزلیات ان کے سیاسی شعوراوربصیرت کی شاہد ہیں ان کے چندایک ترانے ریڈیواورٹی وی پر بار بارنشر ہونے کی وجہ سے عوام میں حد درجہ مقبول ہیں۔مثلاً:

اپنا رستہ ، اپنی منزل ، اپنی دھوپ اور چھاؤں ایک
خوشیاں سانجھی،آنسوں سانجھے نگری گاؤں ناؤں ایک
پیار کا دریا ایک ہمارا پیار کی شبنم ایک ہے
اپنا پرچم ایک ہے اپنا قائد اعظم ایک ہے

ضمیر جعفری کا یہ ترانہ بچے بچے کی زبان پر تھا۔شاعری کے علاوہ دیگر اصناف ادب میں بھی اپنی لیاقت اورخداداد ادبی صلاحیتوں کالوہامنواتے ہیں۔امجد اسلام امجد لکھتے ہیں:

''اردو ادب پر بالعموم اوراس کی مزاحیہ شاعری پر بالخصوص جواثرات سید ضمیر جعفری نے مرتب کیے ہیں وہ انہیں اکبرالہ آبادی کے بعداردومزاحیہ شاعری کا سب سے بڑا شاعرقرار دینے کے لیے کافی ہیں۔ جہاں تک ان کی سنجیدہ شاعری کاتعلق ہےاس کا مقام ومرتبہ بھی ایسا ہے کہ اگرجعفری صاحب مزاحیہ شاعری نہ بھی کرتے تب بھی ان کا شماراپنے عہد کے لکھنےوالوں کی پہلی صف میں ہی ہوتا۔''(۴)

ان کا اسلوب اپنے اندرطنز کی کاٹ بھی رکھتا ہےاورمزاح کا شاندار پہلوبھی،سبق آموزی کا خوبصورت،اصلاح کی ترغیب وتحریک کا عنصر بھی،تہذیبی تبدیلی پرافسوس بھری آہ کی لہر بھی اورشکست وریخت کی ثقافتی ڈھانچے کی آواز بھی۔وہ ایک تہذیبی ادیب وشاعر کادرجہ رکھتے ہیں:

جو کالر تھا ٹائی کالر رہ گیا
ٹماٹر کے تھیلے میں ٹر رہ گیا
خدا جانے مرغا کدھر رہ گیا
بغل میں تو بس ایک پر رہ گیا

ضمیر جعفری ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔اردو ادب میں انہوں نے شاعری،نثر نگاری۔خاکہ نگاری،تراجم، سفرنامے،دیباچے،فلیپ نگاری،صحافتی خدمات،کالم نگاری اورادارت کے میدان میں اپنے قلم کی مدد سے بہت متاثر تھے وہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

ادبی دنیاکے صلاح الدین احمد کا میری ذاتی زندگی پر بہت گہرااثر ہے۔اگران کی حوصلہ افزائی نہ ہوتی تو اگر چہ میں کچھ نہیں ہوں مگرشاید یہ بھی نہ ہوتا،اختر شیرانی چراغ حسن حسرت کے بعدجس شخصیت کا مجھ پراثر بہت گہرااوردیرپا ہے وہ مولانا صلاح الدین احمد

ہیں۔میں نے ان سے فیض پایا اور ان سے عقیدت کی بنا پر اپنا مجموعہ کلام ''قریۂ جاں'' کے نام سے منسوب کیا۔''(۵)

ضمیر جعفری نہ صرف مقبول شاعر، نثر نگار، کالم نویس اور بذلہ سنج شخصیت تھے۔ بحیثیت مترجم، خاکہ نگار اور سفر نامہ میں بھی ان کا ادبی مقام و مرتبہ کم نہیں ہے۔ان کی ہمہ جہت ذات کی ہر ادبی جہت مخصوص توجہ کی متقاضی ہے۔اُنہوں نے فکاہیہ اور سنجیدہ دونوں جہتوں میں شاعری کی ہے پنجابی شاعری میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔آپ ایک منفرد اور عہد ساز نثر نگار ہیں۔اپنی نثری تصانیف میں آپ نے بڑی علمی و ادبی، شگفتہ و برجستہ انداز میں زندگی اور اس سے متعلقہ مسائل پر قلم اُٹھایا ہے۔اپنے تجربات، احساسات و مشاہدات کو بڑے دلنشیں انداز میں صفحہ قرطاس پر منتقل کیا ہے۔ پروفیسر عبدالباری سید ضمیر جعفری کی نثر کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں:

''جعفری صاحب نے شعوری طور پر دریوُزہ گری تو نہیں کی ہے لیکن ان کی نثر میں فرحت اللہ بیگ اور شوکت تھانوی کی لطافت زبان، سجاد حیدر اور ابوالکلام آزاد کا ذوق لطیف اور پطرس کی غیر معمولی ذہانت اسی طرح جلوہ کناں ہیں کہ ان کے ادب پارے الہ آباد کے قریب بہتی ندیوں گنگا اور جمنا کا مشہور سنگم معلوم ہوتے ہیں۔ جہاں میلوں تک، تینوں دریاؤں کے رنگا رنگ پانی الگ الگ اپنی بہار دکھاتے ہیں۔''(۶)

اردو ادب میں ان کا ایک اہم حوالہ ان کی صحافتی خدمات ہیں۔آپ مختلف جرائد و رسائل کے مدیر اعلیٰ اور مدیر معاون رہے۔کالم نگاری میں آپ اپنے منفرد اور شگفتہ اسلوب کی وجہ سے اپنی مثال آپ تھے۔آپ اپنے عہد کے معیاری اخبارات (نوائے وقت، خبریں، امروز) میں بحیثیت کالم نگار زندگی کے آخری لمحات تک لکھتے رہے۔آپ کے کالم کتابی صورت میں ''نظر غبارے'' کے نام سے محفوظ ہیں۔آپ نے سفر نامے اور روز نامچے بھی لکھے۔حفیظ نامچہ میں حفیظ جالندھری کی شخصیت کی مختلف جہات کو اُجاگر کیا ہے۔آپ کے معروف سفر ناموں میں ہندوستان میں دو سال، ملایا اور اس کے لوگ، سورج میرے پیچھے بہت اہمیت کے حامل ہیں۔آپ کی تحریر کردہ شخصی خاکوں پر مشتمل تصانیف اُڑتے خاکے، کتابی چہرے خاکہ نگاری کے فن میں بڑی قدر و قیمت کی حامل ہیں۔آپ کا ایک زندہ جاوید علمی کارنامہ منظوم تراجم ہیں۔ضمیر جعفری نے ملایا میں اپنے فرائض منصبی کے دوران انجام دیا۔اُنہوں نے ملائی زبان کو سیکھا اور وہاں کے لوک گیتوں کا منظوم ترجمہ ''جزیروں کے گیت'' کے نام سے شائع کیا۔علاوہ ازیں آپ نے سید محمد شاہ کے عارفانہ ابیات کا بھی منظوم اردو ترجمہ ''من کے تار'' کے نام سے کیا اور میاں محمد بخش کی مشہور تصنیف ''سیف الملوک'' کی پنجابی ابیات کا منظوم اردو ترجمہ اس دلکش اور سلیس انداز میں کیا ہے کہ وہ تراجم کی تاریخ میں اپنی مثال آپ ہے۔اُنہوں نے نعت گوئی کی روایت کو ''ارمغان ضمیر'' اور ''نعت نذرانہ'' لکھ کر آگے بڑھایا۔ان کی نعتیں جذبہ و صداقت، بلند فکر، سادگی و سلاست کی بہترین تفسیر ہیں۔ضمیر جعفری ادب کی نابغہ روزگار شخصیات میں سے تھے اور علم و ادب کا سمندر تھے۔ان کی ہر ادبی اور شعری جہت کا زاویہ تابندہ و درخشندہ تھا۔وہ علم و ادب کے اُفق کے روشن ستارے تھے۔آپ کی زندگی میں معیاری ادبی جرائد نے آپ کی شخصیت کے حوالے سے خاص نمبر شائع کیے اور آپ کی علمی و ادبی عظمت کو خراج تحسین پیش کیا۔ان جرائد میں سپوتنک، نیرنگ خیال، چہار سو وغیرہ شامل ہیں۔ان کے بلند ادبی مقام و مرتبہ کے پیش نظر ان کی نظموں کو

مختلف مدارج پر تعلیمی نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔آپ کے نام پر ''ضمیر ایوارڈ'' کا اجرا کیا گیا۔آپ کی دو کتابوں کو رائٹر گلڈ کے ادبی انعام کا مستحق قرار دیا گیا۔ضمیر جعفری ایک وسیع لینڈ سکیپ کے ناظر تھے اور اس کی جملہ سلوٹوں اور ناہمواریوں پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔منظر امکانی لکھتے ہیں:

''ضمیر جعفری اپنی کارکردگی کے سبب ایک دبستان کی حیثیت رکھتے ہیں۔''(۷)

بحیثیت مجموعی سید ضمیر جعفری کے ادبی سفر کا جائزہ لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اردو ادب کے ورسٹائل تخلیق کار ہیں۔انہیں نظم و نثر،مزاحیہ و سنجیدہ شاعری اور ہر صنف ادب میں اپنا جوہر دکھانے میں یکساں قدرت حاصل ہے۔ان کے ہم عصر تخلیق کاروں اور ناقدین نے انہیں کھل کر داد دی ہے اور ان کی ہمہ جہت تخلیقی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو سراہا ہے۔وہ اردو ادب کے ایک اہم اور صاحب اسلوب تخلیق کار کی حیثیت سے ہمیشہ اردو ادب کے آسمان پر جگمگاتے رہیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ امجد اسلام امجد،مضمون،مشمولہ:جنگ،روزنامہ،ادبی جریدہ،لاہور:۲۱مئی ۱۹۹۹ء،ص:۸

۲۔ عابد سیال،ڈاکٹر،ضمیر زندہ،راولپنڈی:جعفری فاؤنڈیشن،طبع اول،۲۰۱۱ء،ص:۳۱

۳۔ احتشام حسین،ادب اور سماج،کتب پبلشرز لمبی،بار اول،۱۹۴۸ء،ص:۳۴

۴۔ امجد اسلام امجد،چہارسو،شمارہ نمبر ۸،۱۹۹۹ء،ص:۲۹

۵۔ ضمیر جعفری،آبلہ پائی،مشمولہ:چہارسو،ماہنامہ،اشاعت خاص،شمارہ نمبر ۴۰،اپریل ۱۹۶۱ء،ص:۲۱

۶۔ عبدالباری عباسی،اردو پنج،سہ ماہی،شمارہ نمبر ۲۶،اسلام آباد:ص:۲۸

۷۔ منظر امکانی،اردو پنج،سہ ماہی،شمارہ مئی،اسلام آباد:ص:۱۲۳

☆......☆......☆